بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ شمار نمبر/32 برائے بتاریخ 28/ڈسمبر 2018 پیش خدمت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔اما بعد۔ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوااللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَوَذَكَرَاللَّهَ كَثِيرًا۔ صدق اللہ العظیم

برادران اسلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے زندگی کے کسی گوشہ کو رہنمائی سے تشنہ نہیں رکھا۔ اگر ہم اپنی زندگی کو بامقصد بنانا چاہتے ہیں تاکہ اللہ کو راضی کرسکیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کے ہر گوشہ کا مطالعہ کریں اور اپنی سیرت کو سیرت النبیؐ سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کریں۔ معاش ہماری زندگی کی نہایت اہم ضرورت ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی معاشی زندگی کیسی تھی تاکہ ہم اپنی معاشی تگ ودو میں اس سے رہنمائی حاصل کرسکیں۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ ﷺ کے اہل بیت، ازدواج مطہرات نے دودن مسلسل جوُ کی روٹی سے پیٹ بھرا ہو' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ سلم اس دنیا سے تشریف لئے گئے۔

حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم نے خوشحالی کی زندگی پر فقر، فاقہ اور افلاس کی زندگی کو ترجیح دی تھی اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو دنیا بھر کے خزانوں کی پیشکش ہوئی اور حکم ہوا کہ آپ ﷺ اگر کہیں تو مکہ کے پہاڑوں کو آپ ﷺ کیلیئے سونے میں تبدیل کر دیا جائے تو حضور ﷺ نے دنیا بھر کے خزانوں اور سونے کے پہاڑوں کو تبدیل کرنے کے بجائے فقر اور تنگدستی کو اختیار فرمایا اور کہا کہ میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھروں اور ایک دن بھوکا رہوں تا کہ جس دن پیٹ بھروں اس دن خدا کا شکر ادا کروں اور جس دن بھوکا رہوں اس دن صبر کروں۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کا فقر و وفاقہ اور افلاس کی زندگی گذارنا اور بھوک کی صعوبت برداشت کرنا مجبوری لاچاری کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ قصد و ارادہ کا نتیجہ تھا۔

- **حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کی معاشی زندگی پر قرض کا سایہ**

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وسلم کی خدمت میں جُو کی روٹی اور ایسی چربی لیکر آئے جو زیادہ رکھنے کی وجہ سے بدبودار ہو گئی تھی۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی زرہ مدینہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھ کر اہل بیت کیلیئے کچھ جُو لئے۔

اہل بیت کے پاس کوئی ایسی شام نہیں ہوتی کہ ایک صاع گیہوں یا غلّہ رہتا ہو جب کہ آپ ﷺ کے نو(9) شریک حیات تھیں۔

حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی وعلیہ سلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت رکھتا ہوں ۔ حضور صلی اللہ

وعلیہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا کہ دیکھ لو کیا کہہ رہے ہو۔ اچھی طرح سوچ لو تم بڑی چیز کا دعویٰ کر رہے ہو' ایسا نہ ہو بعد میں بات پر پورا نہ اُتر سکو۔

حضور صلی اللہ و علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم میری محبت کے دعوئے میں سچے ہو تو پھر فقر و فاقہ کیلئے تیار ہو جاؤ۔

جو شخص حضور صلی اللہ وعلیہ سلم کی محبت سے پوری طرح سرشار ہوتا ہے اس کو فقر' فاقہ کا جلد پہونچنا اس پر دنیاوی آفات و بلاؤں اور سختیوں کا کثرت سے نازل ہونا ایک یقینی امر ہے کیونکہ دنیا میں جن لوگوں کو سب سے زیادہ آفات و شدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ انبیاء ہیں ان کے بعد درجہ بدرجہ ان لوگوں کا نمبر آتا ہے جو عقیدہ عمل کے اعتبار سے اعلیٰ مرتبے کے ہوتے ہیں۔ مسلمان کا حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کے اسوہ حیات کی کامل اتباع کو اپنا شیوہ بنالینا اس بات کی علامت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ و علیہ وسلم کے تیئں دعوی محبت میں بالکل سچا اور درجہ کمال کا حامل ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا حضور ﷺ کھجور کے پتے کی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں حضور ﷺ کے پہلوئے مبارک پر چٹائی نے بدھیاں ڈال دی تھیں۔ نیز آپ ﷺ سر مبارک کے نیچے جو تکیہ رکھ رکھا تھا وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی میں نے سرکار دوعالم ﷺ کو اس حالت میں دیکھ کر عرض کیا کہیا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ سے دعاء کیوں نہیں فرماتے کہ وہ آپ کی امت کو مالی وسعت و فراوانی عطاء فرمائے۔؟ فارس و روم کے لوگوں کو کس قدر مالی وسعت و فراخی عطاء کی گئی ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کی بندگی نہیں کرتے' حضور نے فرمایا کہ ابن

خطاب یہ تم کہہ رہے تو کیا تم ابھی تک اسی جگہ ہو جہاں سے تم شروع میں چلے تھے۔ اتنے عرصہ کے بعد بھی تمہارے انداز و فکر اور سوچنے سمجھنے کا معیار اتنا آگے نہیں بڑھا جو تم حقیقت تک پہونچ سکو' یادرکھو اہل فارس و روم اور تمام کفار وہ لوگ ہیں جن کو تمام نعمتیں اور خوشیاں دنیاوی زندگی میں دے دی گئی ہیں۔ آخرت مے فقر وافلاس، ذلت و خواری، خسران اور نقصان کے سواء کچھ نہیں۔

حضرت عمرؓ نے امت کے حق میں مالی وسعت اور رزق کی فراخی کی دعاء کیلیئے حضور ﷺ سے جو درخواست کی اس کی وجہ یہ تھی ہے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ فقر و فاقہ کو اختیار کر کے اتنی سخت زندگی گذار رہے ہیں اور اپنے آپ کو اس حال میں رکھے ہوئے تو امت کے وہ لوگ جو مضبوط عقیدہ و مزاج کے نہیں ہوں گے اتنی سخت زندگی کی تاب نہیں رکھ پائیں گے اور ناقابل برداشت دشواریوں میں مبتلا ہو جائیں ایسے لوگوں کے مناسب حال یہی ہے کہ انہیں مالی وسعت و فراخی عطا ہو جائے۔

لیکن علامہ طیبیؒ کہتے ہیں حضرت عمرؓ کا اصل مقصد خود حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کی ذات کیلیئے مالی وسعت و فراقی کی خواہش کرنا تھا مگر انہوں نے اس بات کو حضور ﷺ کی شان و عظمت کے مناسب نہیں سمجھا کہ براہ راست حضور ﷺ کیلیئے اس ادنی وناپاک دنیا کی طلب کو ظاہر کریں۔

ایک روایت میں ہیکہ حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کی غربت و خستہ حالی کا یہ منظر دیکھ کر حضرت عمرؓ رونے لگے' حضور ﷺ نے پوچھا کہ ابن خطاب کیوں رو رہے ہو' انہوں نے کہا یارسول اللہ حضور کی حالت دیکھ کر رو رہا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہوتے ہوئے اس حالت

میں ہیں اور قیصر و کسریٰ خدا کے نافرمان سرکش بندے ہیں ناز و نعم اور عیش و آرام کی زندگی گذار رہے ہیں تو حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم نے مذکورہ جواب دیا تھا۔

- **دعوت اسلام کی راہ میں حضور ﷺ کو پیش آنے والے فقر و فاقہ و آفات و آلام**

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی وعلیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے دین کو ظاہر کرنے اور اس کی طرف لوگوں کو بلانے کی راہ میں جس قدر مجھ کو خوف و دہشت میں مبتلا کیا گیا اس قدر کس اور کو خوف و دہشت میں نہیں کیا گیا اور خدا کی دین کی راہ میں جتنی ایذاء رسانیوں سے میں دوچار ہوا ہوں اتنی ایذا رسانیوں سے کوئی اور دوچار نہیں ہوا ہے۔

ابتدائے اسلام میں جب میں نے اسلام کی دعوت پیش کی اور خدا کی وحدانیت اپنی رسالت کا اظہار و اعلان کیا تو اس وقت میں بالکل تنہا تھا کوئی شخص میرے ساتھ نہیں تھا۔
تمام تر مصائب و آلام کا مجھے سامنا کرنا پڑا۔

حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم نے اپنے فقر و فاقہ کے انتہائی شدید و سخت دنوں کا ذکر جس انداز میں فرمایا اس سے ایک تو ان سخت مصائب و آلام کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا جس سے آپ ﷺ کو دعوت اسلام کی راہ میں دوچار ہونا پڑا اور ظاہر ہیکہ فقر و فاقہ سے زیادہ سخت اور کوئی مشقت نہیں ہو سکتی اور دوسرا اصل مقصد امت کے لوگوں کو تعلیم و تلقین کرنا تھا کہ خدا کے دین کی راہ میں اگر بڑی سے بڑی صعوبت بھی برداشت کرنا پڑے تو اس کو بطیب خاطر انگیز کیا جائے اور بہر صورت راہ استقامت بر گامزن رہا جائے۔

حضور ﷺ نے جو صورتحال بیان فرمائی اس کا تعلق اس وقت سے ہے جب حضور ﷺ مکہ سے نکلنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

- **حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم اور صحابہ کے فقر وافلاس کا حال**

حضرت ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا دکھایا یعنی ہم میں سے ہر شخص نے بھوک کی شدت سے بیتاب ہو کر اپنے پیٹ پر ایک پتھر باندھ رکھا تھا۔ جب ہم نے اپنا پیٹ کھول کر حضور ﷺ کو دکھایا تب حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم نے اپنا پیٹ دکھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

جب بھوک کی شدت ہوتی ہے اور پیٹ بالکل خالی ہوتا ہے تو اس صورت میں پیٹ پر پتھر باندھ لینا پیٹ و معدہ اور آنتوں کو اس حد تک تقویت پہنچا دیتا ہیکہ آدمی اپنا کام کاج کرنے، اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے پر تھوڑا بہت قادر ہو جاتا ہے اور جب بھوک کی شدت اور زیادہ ہو جاتیہے اور ایک پتھر سے بھی کام نہیں چلتا تو پھر دو پتھر باندھنے پڑتے ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم پر بھوک کی شدت زیادہ طاری تھی اور ویسے بھی آپ ﷺ زیادہ محنت وریاضت کے عادی تھے اسلئے آپ ﷺ نے اپنے شکم مبارک پر دو پتھر باندھ رکھے تھے۔

یہ واقعہ غزہ خندق کا ہے جس کو غزوہ احزاب بھی کہا جاتا ہے جس میں صحابہ کے ساتھ رسول اللہ صلی وعلیہ وسلم بھی بنفس نفیس خندق کھودوا رہے تھے۔

حضرت قتادہ بن نعمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتاہے تو اس کو دنیا سے بچاتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے مریض کو پانی سے بچاتا ہے۔

جس طرح تمہارا کوئی عزیز و متعلق کسی ایسے مرض میں مبتلا ہوتا ہے جس میں پانی کا استعمال سخت نقصان پہنچاتا ہے تو تم اس بات کی پوری کوشش کرتے ہو کہ وہ مریض پانی کے استعمال

سے دور رہے تا کہ صحتیابی سے جلد ہمکنار ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جس بندے کو اپنا محبوب بنانا اور اس کو آخرت کے بلند درجات پر پہونچا چاہتا ہے اس کو دنیاوی مال و دولت جاہ و منصب اور ہر اس چیز سے دور رکھتا ہے جو اس کے دین کو نقصان پہونچائے اور آخرت میں اس کے درجات کو کم کرنے کا سبب بنے۔

- **خلاصہ**

محترم حاضرین ابھی آپ نے رسول اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی تفصیل سے سماعت فرمائی ہے اور آپ کی زندگی، امت کیلئے نمونہ ہے، اسوہ حسنہ، رول ماڈل اور آئیڈیل ہے۔ اس کی روشنی میں ہم کو اپنی زندگی کا جائزہ لیکر اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔ خصوصا ہماری تقریبات وغیرہ میں جو بے اعتدالیاں حکم عدولیاں ہو رہی ہیں اسے ترک کرنے کی ضرورت ہے۔ شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے نفس کی غیر مطلوب خواہشات سے بچنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں ان تمام احادیث اور اس کی تشریحات سے نصیحت حاصل کرنے اور مزید غور و فکر کی توفیق فرمائے۔ آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔